REGISTERED NO. A.785




M.B Khan Artist

اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ کا عطر حنا خاص ترکیب سے بنتا ہے

# مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

## قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر بطریق خصوصیت سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ لاگت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحانا تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے حسب مطلب و مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ الخیر فی ما وقع السلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا بھی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ پانچ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا نا داری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں کہاں گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دولتخانے پر نیاز مند مینیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہو۔ فقط

## نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

**مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ**

٭ لطف

جزء اول ناجیہ بیگم
طبع ثانی کا اعلی نمونہ
جس کو حکیم صاحب
جادو رقم نے خاص
سے تیار کرکے شائع
خاص قیمت ایک ہی
نفیس جلد ہے اور
کیجیے۔ اگر پڑھ کر
ورنہ روپیہ واپس
کیجیے۔ قیمت مع
محصولڈاک ۱ روپیہ
سید قاسم حسین
دفتر اخبار اودھ

جلد ۱۳ نمبر ۶

# مضامین

۱۲ فروری ۱۹۲۰ء

## شادی باد

دنیا میں سامان شادمانی کا فروانی جیسے چشم بینا اصل نا کام کی خوبیت کہ دیوان کا ایک خوش گو شاعر اس عروس متنعہ ہوا گر یہ حرف شاعر کا عشق کی صحبت سے کبھی خالی نہیں ہوتا چنانچہ اس نے ترکا آ قالا دیکھی نظر کا شادی سے ہوا گر یہ ان وس کا نام کی صورت پر فرق ... شادمانی سے تعریف جو ... بیچارہ ... کفایت کی ہے ... جو کچھ خوب ہے اور ہمیں بھی قبول و منظور ہے۔ ایڈیٹر

درین فرخندہ شب ... وار — سحر ... شادمانی است بسیار
عروس نوجوان از شرم ... — ... کامران ... بشکن یار
شبے چون پاسبانان ... — کنار بستر ... ... بیدار
بہ افسون کرد ... خواب کردن — چنان آسان گرفتن کار دشوار
تنش را از سپیدی پاک ... — ... ... ... دیدار
تن تنہا ... ہر چار ... — طبیب و عاشق و یار و پرستار
چو کو کب تب کند ... — ز اشک پاک چشمان گہر بار
کہ روزے باز با ... بے زبانی — ... شادی گرم گفتار

اگر ... ... ... ...
ندانی ہیچ شادی بہتر از آن

شب آدینہ ... شادمانی — نخستین ... خلق و ... جانی
کتاب ... را یکسر ... — ... ... عیش و شادمانی
بجان ... ... موجود بودن — کہ شادی ... ... ... جہانی
... ... ... ... ... — کند ... ... زر فشانی
... ... ... — ... ... زندگانی
... ... ... ... نشستن — ز ... ... ... این جہانی
... ... ... ... — میان ... ... ... ... بانی
... بسیار گفتن ... شنیدن — ... ... ... ... ... گرانی

چنین آرید شادی ... ...
... ... ... ... ... ...

نخستین روز ... ... کہ عالم — شود ... ... ... ... ... ...

مگر روز عروسی بوستانی — کہ ... ... ... ... یکدم
کشیدہ چون ... ... ... — ... ... ... ... ... باہم
صفائے باغ ... ... ... — ... ... ... ... ... ...
بطراری ... ... ... — چکاند ... ... غنچہ شبنم
بچہرے ... ... ... ... — ... ... ... ... ... باہم
بپائے ... ... ... ... — کند ... ... ... ... ...
کہ ... ... ... ... ... — دہد ... ... ... ... ...

نگو ... ... ... ... ...
... ... ... ... ... ...

شبے ... ... ... خواب — ... آسمان ... ... ... ...
... ... ... ... ... — ... ... ... ... ... ...
... ... ... ... آہنگ — ... ... ... ... ... ...
... ... ... ... عشق — ... ... ... ... ... مضراب
کنار بستر دیبا ... — ... ... ... ... ... ...
... ... ... ... ... — ... ... ... ... ... ...
... ... نرگس جادو ... — ... ... ... ... ... خواب
... ... عاشق ... ... — ... ... ... آن رخسار سیراب
... ... عشق ... ... ... — دل ... ... زلف آن ... ... ...
... ... ... ... ... — ... شیرین لب ... ... عتاب
... ... ... ... ... — ... ... ... ... است ... ...

خوشا آن لب کہ ... ... ... ...
... ... ... ... نگارے

(آقائے ... ... ...)

## خطاب شاعر لطیف ظریف بہ ذات شریف

او باغبان ... ... ... ... جنگ — ... ... ... ... ... ... ہے
... ... ہیں کے ... ... دماغ ... — ... ... ... ... طلب اور ... ہے
... ... ... ... ... ... — ... ... ... ... ... ... ہے
... ... ... ... ... ... — ... ... ... ... بھی ... ... ہے
لیکن ... ... ... ... ... — ... ... ... ... ... ... ہے
... ... ... ... ... ... — ... ... ... ... ... ... ہے
دشمن ہے ... ... ... ... — ... ... ... ... ... ... ہے
باطل ہے ... ... ... ... — ... خدا ... پاک ... ... ہے
... ... ... ... ... ... — کیا ... ... ... ... ... ہے

دل ہی سے کر ختیہ نا امید قوم تو
اقبال جزم اگر ترے حق میں لکھی ہے
اطفال بوستان کے لیے تو ہے شبہ
تحقیق ہر غنچہ اے نظیم و صحیح ہے

محمد عبداللطیف صاحب آزاد بی نقالی (بمبئی)

# غـــزل

اس بت زیبا سے ہم کو کشت جو لا دیجیے
دیکھیے اتنا وہیں بیٹھا کے ترچھا دیکھیے
ہو وہی اپنے پاس اگر متقل کوئی جانا
عاشقی کو اس گھڑی نہ کانوا لاہو دیکھیے
غلسی کا ہو برا محن نہیں مادن گھڑی
دن گزر جاتا ہے اپنا سارا سایہ دیکھیے
استغاثہ کرکے ہنگامہ کا دائر ہم اگر
ان کو اور چرخ ستمگر کو کھلا دیکھیے
جس گھڑی اقرار کر لیتے وہ ہم سے وصل کا
عمر بھر ہم دیکھتے اسد مرنہ سو فا دیکھیے
ہم سمجھ لیتے کہ وہ صبح کو رات شب ہو آ گیا
گر کبھی ان کی نگاہ بے حجابا دیکھیے
ڈاڑھی کے سر بسر ہو جاتے پھر قائل اگر
آئینہ میں آپ وہ اپنا تماشا دیکھیے
ان کی منظور مضمون کا کیا کرو دل اب علاج
کہتے ہیں ہم ترچھی نظر تمنا دیکھیے
مرد ہوتے عریان ہم خفاش دیکھے آج کل
دیکھیے آگے ابھی ہیں اور کیا کیا دیکھیے

خفاش کرانی

# ہم کالے ہیں کس طرح سے کالک ہو قابو
روپیہ بھی جو کالا ہو تو لیتا نہیں بابو
## مکالمہ

کیا کیجیے۔ کمبخت کالک سے کسی طرح نجات نہیں۔ ملک بھر کالا ہے۔ ہم خود اپنے ادرے سیاہ سے شرماتے ہیں۔ ہزاروں نے پہنچیں کیں کہ گورے صاحب و گوروں کی آنکھوں میں سفید کمائی ہیں مگر کسی طرح ممکن نہ ہوا۔ وہ بات سکے گورے سے

گلیم بخت کسا نیکہ بافتند سیاہ
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جناب یہ۔ طرح طرح کی دوائیں کھائیں نقل مکانی کیا۔ سفید پانی پیا اجلی ہوا میں رہے۔ بھلا لیپا کا لیپا بھی آخر کالے کے کالے۔

کہ زنگی بشستن نہ گردد سفید

کرنے کی روئی سے ہاتھ کالے۔ بال سیاہ کی بدولت ملاقات سے منہ کالا۔ بینک میں روپیہ گئے ہوئے ہو کر ہوئے کہ شاید نزد ابیض علیہ السلام کے فیض صحبت سے چہرے کی کلونس نکلے مگر ان پر جٹے مگر آہ۔

سیہ بختاں قسمت را چہ سود از رہبر کامل

پورپین اینگلو کسی۔ کے اختلاط بھی بیدا کشتی اجتی اسود نے بوس ابیض کی صورت نہ پکڑی ہے

نہ رنگ اپنی ہوئی صورت کا ذرا بھی سیاہ

کرٹ پتلون پہنا۔ ہوٹل میں کھانا کھایا فینسی پیرٹی سے دل بہلایا۔ کیسی کیسی سدا ہیں لائے۔ طماچے مارکے منہ لال کیا۔ یہ تمام گورے گورے مشاغل بیکار رہے

کالا جل سے جدا ہو نہیں سکتی ہو سیاہی
وہی آہیں تاب رنگ جو پہلے تھا قائم رہا۔

دوسری وہ۔ اہتمام ادھر صاحب لوگوں کو کالک سے وہ نفرت کہ اُلٹی تیری پناہ۔ آنکھ کی پتلی سیاہ کہ بھلی معلوم ہوتی ہے۔ حضور نے نگاہیں تو بدلی ہیں۔ تمہیں پتلی بھی بدل ڈالی۔ بیتوں سے آنکھ خالی۔ زلف سیاہ سے دل عاشق پر سانپ لوٹتے تھے وہ بھی ہے۔ یک افسون بھی بسی اور بھوری ہے شندوری ہو گئی۔ اگر کبھی حب رخسار پر خال حبشی نے گھیا کیا تو وہ نزول کریم سے اسی کی توضیح کی گئی۔ ہوٹل میں بھی ساتھ رہ پر وش سہا۔ کھانے کی دسترخوانی بھی ہے تو نیل ہے۔ دیگ مسی کی جگہ تاب جبینی کی بتیلی ہے گھر بار بیاری ہے۔ ملک و حبشیت سے بیزاری ہے صبح کی خاص رجل نوری ان میں مستی کر جاتے پھر بھی چور شکایت نہ کریں۔ رات کی تاریکی دیواریں پہنچ گئے

دوسرے لوگوں نے صبح رسالہ لکھ کر پہنچایا کہ گرانی یہ قابل غور ہے۔ مگر یں سیاہ فام کی کوئی بات مرغوب ہے تو وہ کالا ہی ہے چکنا منہ ہے ہر چند کہ بادل نا خواستہ ہے۔ کمال بدل ڈالا کی تدبیریں ہو رہی ہیں۔ خیر یہ سب تو کچھ کا افسانہ تھا حال میں ایک اسٹیشن کے گارڈ صاحب لوگینی بابو صاحب نے ایک نیا قانون بیان فرمایا۔ سنا لہ جو سے ہو وہ یہ تھی۔ اور اگر بابو صاحب کا یہ قانون صحیح ہو تو پھر تو دیا تمہاری قسمت پر وہ تین کالے کو سے ہم نے آنسو بہائیے۔ جن کو روپیہ رکھنے کے واسطے نہ سیف بھی میسر ہے نہ پاکٹ کیس۔ وہ چار روپیہ ہوئے تو ٹینٹ کے پیسے کے کماری کو بن کا پانی پی کے کالے ہوتے رہے۔ دس پانچ ہوئے تو جیب کی تہ میں بیچارے خاک سیاہ ذرہ تمسخر کل اسود کا لعنت اٹھاتے اٹھاتے کر لس گئے۔ اتنی سی بات پر اگر اسٹیشنوں کے نئے نئے قانون ان سے نا راضی ہو جائیں

جوبلی نمبر
رسالہ زمانہ کانپور
(میں)
دو سو صفحات کے قریب بہترین مضامین نظم و نثر
(اور)
پچاس کے قریب قابل دید رنگین سادہ تصاویر شامل ہیں
اردو کی موجودہ ترقی کا نمونہ دیکھنا ہو تو
آپ اس یادگار پرچہ کو ملاحظہ کیجیے
قیمت عہ
اور زودی سے قبل پیشگی قیمت دینے والے خریداروں کے لیے
صرف عہ
منیجر زمانہ کانپور

کرتا ہے کام کیوں کر ہے۔ دیکھیے وہ ریلوے کے اہرئیل لیے اسے بھی چھوڑ گا۔

دیکھم کے جانے والے ٹکٹ لیوہ

دو مسافروں میں ہلچل شروع ہوئی۔ فرسٹ جانے والوں رنانیوں کنٹرون کے کھن پھاڑ کے اٹھے اور سیدھے ورہیجے دیار تھا وہ ٹکٹ گھر کی طرف چلے۔ روشن چہرہ کا جسم ہے سیاہی کی طرح وارد تھا۔ کالا کالا بابو انگریزی زبان میں اترا کر ہم اٹھے کے نوٹ اور رہا تھا اتنے میں ایک مسافر آیا اور اس نے ساڑھے تین ٹکٹ مانگے۔

بابو۔ کس ایک دھرہ کا بیاہے دلاکا) ہے جس کا واسطہ آپ آدھا ٹکٹ مانگتا۔

مسافر۔ آٹھ سال۔

بابو۔ بیراسے کو لاؤ۔ بتاد دیکھے پاس ٹکٹ نا ہیں ملے گا۔

مسافر۔ آپ ٹکٹ بنا لیجیے۔ لڑکا ابھی آتا ہے۔

بابو۔ نو۔ نو۔ ریلوے رول کے کھلا ہو۔ بات کیسے ہونے سکتا۔

مسافر۔ بابو صاحب بیہ بیرست ہے۔ آپ کو شک نہ کیجیے ٹکٹ بنا

کھرا ب۔

دیہاتیوں کی کسوٹی انگوٹھا اور گلے کی ذگی ہے۔ روپیہ گھنا کا روسے کے اچھلا اور پھر کوڑی لانے والے بچے کی طرح ہاتھ پر آرہا۔

مسافر۔ دیکھو بابو۔ روپیہ ٹھیک ہے۔ مرد کا دو ہم جارم کا سنے ابھی لیسن ہے سلیٹ بھی نہیں ہے۔ کالا ناگھر اکنڈسے واربھی نہیں ہے۔

بابو۔ اوہ بٹن۔ کالا ہے کالا ہے۔

نہیں لیتے۔ کل ہم سے کہے گا کہ جاؤ ہم کا ساتھ لو گو ٹکٹ نہیں دیتے۔

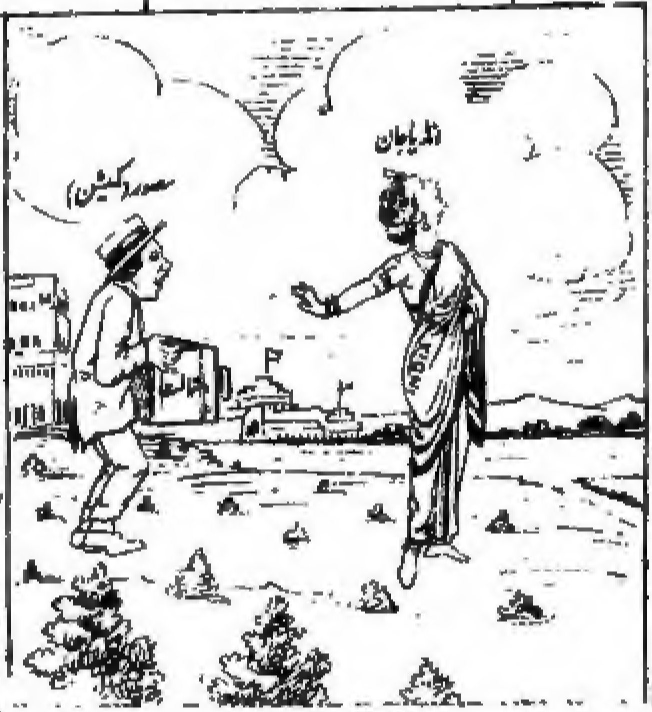
بابو۔ اوہ بابو۔ شام ویسٹ نا کرو۔ کالا چینج کر دیگا ریلوے آرڈر پاس ہوگیا۔

مسافر۔ خدا غارت کرے اس کالے آدمی کو۔ ابھی ریل بھاگی جاتی ہے کوئی ہم لے روپیہ بنا یا ہے۔

بابو۔ او۔ بابا کسی فرم میں آگ لگ جانے سے بہوت ایسا روپیہ کالا ہوگیا دیرتگیا اکا میں کالا روپیہ جانے سے ساکر کو ٹھیک روتی۔ ہوتا کالی دیکھی سے روپیہ کاٹ کے فیز آفس میں تھما سے دینا اور ہم کو ڈانٹ دینا پڑتا۔ سمجھا۔ کالا روپیہ ٹھیک نا ہیں۔

مسافر۔ بابو۔ روپیہ تو ہم نے دیتے ہیں مگرہ جادو کو تم کالے ہو یا گورے۔ آخر ریلوے نے تمہاری آبنوسی رنگت پر کیوں لحاظ نہ کیا۔

اتنے میں ایکسپریس ٹرین کا سیاہ تاب انجن جھک جھک جھک جھک کرتا پلیٹ فارم پر ڈٹ گیا۔ غریب مسافر کالے گورے کی بحث کو زیادہ طول نہ دے سکا۔ نتیجے کا انتظار پکڑ بابو صاحب کا اطمینان کر دیا کہ نصف کرایہ کا استحقاق غلط ہو جائے اور سر پر پاؤں رکھ کے




بابو۔ ہم بیراسے کا کچھ جادو نہیں۔ ٹھہرو ٹھہرو چھوڑو نہیں میں تو خالی مصوروں تصویر سے کے چلا جاؤ گا۔ تو پھر دیکھو۔ لے ادھر منہ پھیرو۔

مسافر۔ پیدا کرایہ دیا جائیگا۔ بالفعل پچھاوے (جوتڑوں) کی تصویریں لیجائیے پھر دیکھا جاسے گا۔ یہ صورت

بابو۔ اوسب گول مال۔ جھگڑا نہیں ہے دکھانے کے قابل۔ پھر وقت فرصت نہیں ہے۔

مسافر۔ اچھا تو آپ دو پورے ٹکٹ دو دیجیے۔ اور ایک آدھا بنا کے رکھیے میں لڑکا کر کاٹا ہوں۔

بابو۔ روپیہ لاؤ۔

مسافر غریب نے روپیہ گن دیے۔ بابو صاحب نے اپنی لکڑی کی نظر روپیہ پر ڈال کر بحالت تنقید مولانا پنچ کے نقد سخن کے کھرے کھوٹے کی تحریر

بابو۔ او ٹین۔ سب کالا کالا۔ یہ روپیہ بڑا

مسافر۔ ابھی کالا ہے تو ہم کیا کریں یہ گوری چاندی کا ہے دیکھو آواز سنو۔

مسافر نے سنگ آستان یا بوسینی کھڑکی کے پتھر پر ایک مرتبہ پھر روپیہ کا سر پٹکا۔ مگر عاشق ناشاد ہی رہا۔ وہ قبول نہ ہوئی۔

بابو۔ باجا ہے باجا ہے۔ مگر کالا۔ کالا۔

مسافر۔ اجی ہم بھی تو کالے ہیں آج آپ کالا لائے

بھاگا۔ آپ جانیے اس جانب بھی مسافر ہی تھے۔ تھیرڈ کا ٹکٹ لے کے پلیٹ فارم پر آگئے اور حیرت سے فرسٹ کلاس کے گورے مسافروں کا منہ تکنے لگے جنہیں کالا انجن ایک نہ وحشت تھی۔ ان سے علاوہ انکے پاس کالے روپیہ تھے۔ ان سے انگریزی میں کہا کہ تمہیں کالے کالے روپیہ صرف کرتے کیوں نہیں آتی؟ روپیہ کالا ہے ہم بھی کالے

نوٹ فروری کے خوشنما رخانہ حافظ سیتا محمد رفیع تاجر کتب دھرم کانتا باغ لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

ہیں۔ یہ کلام کا ان کے لئے کرو۔ صاحب نے پہلے پہلے روپے نکالے۔ یہاں ہمارے فن کے منہ درد ہو گیا۔ اور ندوی اس وقت تک کا قدر ہی سب تک لکھنؤ کا اسٹیشن دیکھو انشاء اللہ خیر صلاح واقف

سرکوب فتحپوری

## اولڑ لوا ہے

پہلے اس نام کا ایک رسالہ علیگڑھ سے نکلا تھا مگر ان دنوں رسالہ کا [illegible] وہ اصطلاحات حیدرآباد دکن سے وہ ماہوار ہی نے سر نکالا ہے مگر تعجب ہے کہ "اولڑ لوا ہے" کا ترجمہ کیسی جھلاری مترجم کو نہ سوجھا۔ مولوی وحید الدین سلیم مرحوم اصطلاحوں کے وضع کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے یا علما غیر سے پوچھ لیا ہوتا۔ وہ [illegible] زندہ یا اسی کے ماتحت کوئی اور گروہ میں پورا اتر سکتا نام کر دو رہیے۔ واللہ حیدرآباد کی توہین ہے کہ ایسا سے رسالے نکلے اور یونیورسٹی کے قابل افراد مضمون اصطلاحات کے تصرف ذہنی و علمی سے محروم رہے۔

اس رسالے کا تیسرا نمبر پیش نظر ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ کوئی چیز اعتراض کے قابل نہیں۔ غالباً اتنی ترقی دکنا ہے ہمارے دوست حفیظ اللہ صاحب کی رہبری سے ہے جن کے خط میں ولایتی شان ہے اور ولایتی ادب میں کامل مہارت رکھتے ہیں۔ ہاں مضامین کے بارے میں کچھ کلام ہے۔ مثلاً "فسون کاری" کے عنوان سے ایک نظم ہے۔ شاعر فرماتا ہے ؎

میرے دلِ نازک میں کیوں دست و گریباں ہے
اے عشق کی بیتابی اے عقل کی خودداری

یہاں "دست و گریبان" جیسے معنی ساتھ [illegible] فریب۔ باہم دست و گریبان ہونے کے ہیں یا صرف "دست بگریبان" استعمال ہوا ہے جس کے اصطلاحی معنی خصومت جنگ دشمنی اور لپٹا ڈالنے کے ہیں۔

اگر شعر میں دست و گریبان سے "برعکس [illegible]" مراد نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے نہیں انداز دل نازک سے دست و گریبان و کشا تھا۔ یہیں کا کیا ثبوت بہ ہیجان جنگ کی طرف اشارہ کرتی ہے اگر چہ صرف نازک ہے۔ یا ایک ایسی رعنائی کا اشارہ ہے جس میں عشق کی بیتابی اور عقل کی خودداری متضاد ترین دو وہ چیزیں اپنی اپنی جگہ پر تیار ہے رستے میں۔ دونوں کا اتصال قابل شکر ہے شکایت و اعتراض کے قابل نہیں۔ اگر اُردو محاورے کے خلاف "دست گریبان" اور "دست بگریبان" مراد ہے تب بھی "فسون کاری" بے لطف اور غرابت سے جو ہو نظر آتی ہے اسے حضرتِ شاعر صاحب کا جو چاہا کہتا ہے؟

پھر فرماتے ہیں ؎

اس بزم میں سب پر ہے کیا خیریت معنی ہیں
جس عالم غفلت میں اک خواب ہے بیداری
آرام طلب دل پر احساس غلامی سے
اک ضرب لگا کاری اک زخم لگا کاری
یہ عشق کی صورت ہے وہ لطف کا سامان ہے
اے عقل کھلونوں کی جا چند خریداری

پہلے شعر میں "بزم" اور "عالم غفلت" ایک ہی شے ہے لفظ دو ہیں اور ایک ہی بیکار ہے۔ مطلب ابھی تک جہاں خواب کا نام بیداری ہے وہاں "خیریت" کے کیا معنی ہونگے؟ مگر فسون کاری کا شعر کسی قاعدے کا یا لطافت و فصاحت کا پابند نہیں۔ دوسرے شعر میں مخاطب معلوم نہیں کون ہے۔ شاید شاعر صاحب اپنے دل سے باتیں کر رہے ہیں۔

تیسرے شعر میں "یہ" اور "وہ" کا اشارہ خدا جانے کس طرف ہے۔ قریب کوئی لفظ آیا ہے نہ کہیں کی صورت اور لطف کا سامان کھلونا نہیں البتہ کہتے تو "کھلونوں" کا اطلاق صحیح ہوتا اور شاعر اپنے دیوانی کا گھر دنا آراستہ ہو جاتا جسے "فسون کاری" کے منتر پھونکے جاتے ہیں ؎

یہ عشق کی گھڑی ہے وہ لطف کا بہانہ ہے
اے عقل کھلونوں کی جا چند خریداری

پھر ارشاد ہوتا ہے ؎

ہے جذب لبِ [illegible] ایک جنبش [illegible] کاری

[illegible] جب [illegible] کہ جب پیدا [illegible] ہے تو شاعر انسان سے [illegible] باعث [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] کا حکم [illegible] ہوتا ہے ؎

ان دھون کو روک جاتے ہیں [illegible]
قد [illegible] سر حق میں [illegible] کیا جاتی

حکم [illegible] ضروری ہے۔ یہ فسون کاری [illegible] اور ہیروں کے [illegible] کی سب [illegible] کرے جو کسی [illegible] اور کان والے [illegible] اکیلا [illegible] گے گا۔

ایسی فسون کاری اس رسالہ میں کئی ایک ہیں سب سے تعرض کیا جائے تو دوسرے مطالب نہیں رہ جائیں۔ البتہ ایک منظوم نثر کا [illegible] کس طرح ہے ڈاک [illegible] ایک اردو کی روح [illegible] جیسے [illegible] تھی تعلیم یافتہ پورے [illegible] کہ وہ پڑھ لکھ کے اپنی زبان کو [illegible] ان کے خاوروں کی سمجھ کے سوا [illegible] علامت رہی [illegible] ولایت کی دنیا کے سامنے پیش نہیں کی۔ انکے شعر [illegible] طلب [illegible] کہتے تھے۔ [illegible] پر جان دیتے تھے علوم [illegible] نہیں ہوا [illegible] کے سوا [illegible] سو جھائی [illegible] دل میں [illegible] سب کچھ تھا [illegible] نظم نثر میں [illegible] کہ اس [illegible] سے باہر نہیں گیا۔

اس نمبر میں [illegible] اصطلاحات [illegible] ایک مضمون ہے۔ یہ مضمون بعض انگریزی شعراء سے متعلق ہے اول تو [illegible] شیلی اور براؤننگ پر مضمون لکھنا ہی فضول ہے اگر ان کا کلام یا اس کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد محاسن کلام سے بحث کی جاتی تو فائدے سے خالی نہ تھی۔ مگر مضمون نگار صاحب نہیں معلوم کن لوگوں کے لئے قلم اٹھا رہے ہیں جو لوگ شیلی اور براؤننگ کی حالات [illegible] واقف ہیں انہیں [illegible] مضمون نگار صاحب کے خیالات [illegible] کی ضرورت نہ ہوگی۔ جو حضرات ان دونوں سے واقف نہیں یا انگریزی نہیں جانتے۔ ان کے لئے تمام مضمون [illegible] بالکل بے [illegible] ایک انگریزی [illegible] زبان سے کم نہیں [illegible] سے زیادہ [illegible] ہیں آنے کا [illegible] کو ایک صاحب کو




"تصدق اقتدار حکومت"

انگریزی شاعروں کے نام کی فہرست طویل ہو جائیگی ...... انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں [illegible] اس وقت موجود ہیں اشعری انگریزی دانی فرماتے ہیں۔

"یہ شیلی اور سوئن برن کی مشابہت نہیں اس حیرت انگیز عیاں کی طرف اکسا گئی ہو کہ شیلی نے سوئن برن کی صورت میں نیا جنم لیا ہے"

شیلی کون تھا۔ سوئن برن کون ہے؟ اس کے کلام میں کیا نفاست و صنعت بیانی و مشاقت سخن کو کس قسم کی ترقی دی۔ یا کلام کا تقابل حضرت کو اس سے بحث نہیں بعض سوانح مثلاً کالج سے نکالا ملنا۔ اچھے خاندان میں پیدا ہونا۔ اچھا لکھنا چوٹی میں مبتلا ہونا و گرانا عیسائیت کی مخالفت میں آواز بلند کرنا۔ ہر بات کا ایک دم فیصلہ کر لینا۔ بس یہی وجوہ ہیں شیلی کے ساتھ جانے کیوں سا نادیا سلوک کیا گیا تھا جس سے سوئن برن بچا رہا۔

"اگرچہ واقعہ ہے یعنی کی اکثریت شیلی نے سوئن برن کی صورت میں دوبارہ جنم لیا ہو تو ہمیں ماننا چاہیے کہ اس نے اپنی دوسری زندگی میں پہلی زندگی کے مقابلے میں بہت کچھ زیادہ ذہانت حاصل کر لی ہے ...... شاعری میں اس کا درجہ شیلی سے بہت بلند ہے اور ٹینی سن روزری اور براؤننگ بھی اس کی برابری نہیں کرسکتے۔ بلکہ کوئی انگریز شاعر یا کسی عہد کا علم بھی نظم کی استادی میں اس کا ہم پلہ نہیں۔"

یہ نظر قصیدہ ہے غالباً اس قصیدہ ہی کی برکت سے دنیا انگریزی شاعری میں وہ ذہنی ہی مہارت حاصل کریگی جتنی کہ سوئن برن کو حاصل تھی۔

"شاعری کی طرح تمثیل Drama نگاری میں بھی اس کا درجہ بہت بلند ہے ...... میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انیسویں صدی کے تمثیل نگاروں میں ایک بھی ایسا نہیں جو اس کی ہمسری کر سکے ......

لیکن اس سے بڑھ کر تو ان [illegible] کی [illegible] ہے سوئن برن کا [illegible]

بہت کچھ بحث ہو گئی ہے"

"تمثیل نگاری کی حقیقت بھی۔ امید ہے کہ اردو کے مصنف یونانی 'مذہب' کی پیروی کرینگے" سو جناب مضمون نگار کی اس توصیف و تحسین سے جو خود ہو کے انہیں پنچ بھی (اصطلاح ادب لطیف) جناب مرتضیٰ [illegible] ہو جائینگے جس کی ابتدا کرکے شیکسپیئر [illegible] کا ایک کرے وقت تک باقی رہے اور تا روز محشر قائم رہے۔

یہ 'مضمون' ہے اور ایسے لطیف [illegible] سے آراستہ ہے جنہیں "سوئن برن" کا آپ یا شاید بھی نہیں جانتا تھا۔ ہر جا بیگم ایک اردو پرچہ کا ناظر۔ آپ اگر شاعر لکھتے ہیں تو انکے ساتھ ہی انگریزی میں Sonnet بھی لکھ دیتے ہیں تاکہ پوئٹ کی نقل کھلے اور وہ تمثیل نگاری کی بصیرت واہ واہ کرنے سے جملہ نکات شاعری و تمثیل نگاری حاصل ہو جائیں۔

خدا کی عنایت سے جناب مضمون نگار اردو کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ جیسے اور سوچئے خیالات رنگین تھے۔ عمدہ تو نہ ہو گی۔ جمالیاتی۔ کلاسیکل مطالعہ۔ زبان کسی بسر و سازی اور اس قسم کے بیسیوں لاجواب الفاظ ہیں وہ عبارت چشم ناظر کے سامنے عریاں ہو جاتی ہے اور بقول جناب مضمون نگار۔

"عریانی ایک عیب ہے۔ لیکن یہ عیب نہ رہ سکتا ہے اگر اس میں کچھ حسن ہو۔"

آپ کی عبارت آرائی حسین عریان ہے اس سے جا از شیطان سے شرما جائیگی وغیرہ وغیرہ ہے گی۔ کاش مضمون اس وقت تک ناظرین پنچ کے ذہن میں [illegible] نہیں آئیگا جب تک [illegible] دوست بھی [illegible] کے [illegible] نہ کر سکے رہیں نہ واقف حال ہو سکے۔ نہ جلیں [illegible] میں ایسی برکت ہوتی کہ کوئی جرمن فرانسیسی انگریزی یونانی شاعر نہیں بچا جس کی شاعری سے بحث نہ کی گئی ہو۔ مضمون ابھی آئندہ ختم ہوا ہے یعنی کمال عقیدت تا کا سلسلہ ختم نہیں ہوا اور [illegible] ہوا ہے حسب [illegible] کے استعمال سے دماغ کا تخلیہ

پیش از پیش کر سکیں۔

الغرض صاف بات تو یہ ہے کہ اودھ پنچ [illegible] صاحب کا یہ ادا اس پرچہ میں کیوں [illegible] کے واسطے باعث مسرت نہ ہوا۔

خدا جانے لوگ کیوں سمجھ اودھ پنچ کے زمرے میں ایسی چیزیں [illegible] ظاہر کرنے کے واسطے بھیج دیتے ہیں جنہیں نہ تو کوشش و تلاش سے واسطہ ہے نہ علم و ادب سے۔ — فقط

راقم

خاکسار اودبار الادب

پنچ۔ جناب اودبار! آپ جانتے ہیں کہ ادیب پہلے زبان اور متعلقات ادب میں مہارت پیدا کرے مضمون نگاری سے بحث پر قلم اٹھائے جس کے اصول و مبادیات سے واقف ہو تو اس زمانہ میں یہ کمال ہی عدم سے وجود بہتر ہے اگرچہ ناقص ہو۔ اس لحاظ سے آجکل دنیا کا عمل ہے۔ کیونکہ زمانہ حال کی حکومت کل کا جزو اعظم ہے۔ انگریزی طرز انشا کی تقلید میں داخل ہے۔ مقلد سے یہ امید کہ وہ کسی چیز کا سر مو جدا ہو جائے یا تقلید میں اعتدال اختیار کرے بہت ضعیف ہے۔ سب تقلید ہی کی ظاہری [illegible] کی ضرورت ہی کیا ہے۔ مقلدات میں مناسبت اور عدم مناسبت کا خیال کون کرتا ہے۔

ایک صاحب بی بی بھائی انکے پڑوس میں ایک میر صاحب رہتے تھے۔ میر صاحب اپنے گھر میں اس شان سے جھاڑو دیتے تھے کہ انگرکھے کا پچھلا دامن سر پر تھا۔ چھپی ہوئی لنگوٹی کی اسیری میں جھاڑو کی تقلید کر رہی تھیں۔ بھائی نے دروازے سے جھانک کر دیکھا۔ وضع نرالی تھی سوال پیدا ہو گیا: "اے میر صاحب یہ کیا؟" میر صاحب بولے "بی بی بھائی یہ بھی پارسال کی ایک وضع ہے۔" بی بی بھائی وضع پر بھی لوٹ پوٹ ہو گئیں اور جواب پر بھی۔ جھٹ الٹا پیچھے سے دوپٹہ کمر پر باندھ صحن میں جھاڑو دینے لگیں اتنے میں آ گئے میاں۔ میاں بھی پوچھ بیٹھے "اے بی بی یہ کیا؟" بی بی صاحبہ فرمانے لگیں "میاں یہ بھی پارسال کی ایک وضع ہے" اور وضع کے متعلق آپ بھی مطالعہ سوئن برن

کے مصنف سے سوال کر سکتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب یہ کیا؟ لیکن اعتراض کا منصب آپ کو ہے نہ ہمیں زمانہ اس کی قدر کرتی ہے۔ عیب عام ہونے کے بعد عیب نہیں رہتا۔ آپ کا منصب بس یہ ہے کہ ہمیں آپ کے عشق۔ اے حضرت یہی ایڈیٹر کی ایک دنیا ہے کہ مضمون لکھیں اور مضمون بنا دیں کا چھاپ دے۔ اس کا فن کے کچھ قدر دان کر رکھے برادری کی دوست رشتوں سے کچھ نہ کچھ دلوا دیگا۔ وہ پڑھ لیں اور سب کچھ لکھیے مگر اپنا نسب کی ذرا کم پوشیدہ نہ کیجیے غلط

## اوحسین نائیہ

مولانا شیخ - کئی ہزار سلام -

نا ندا سال کی ترقی اختراع و ایجادات آپ خوب واقف ہیں یہ اختراع و بدعت محض سائنس ہی کے لیے محدود نہیں - بلکہ غریب اردو شاعری کی گردن بھی اس میں پھنسی ہے نئی پود کے بعض شعرا یورپ کی تقالی میں بہت ترقی کر گئے ہیں وہاں کا صرف نام سنا ہو گا وہاں کی دوشیزہ کو عریاں محل میں ننگی ناچتے نہ دیکھا ہو گا مگر قبول کیجئے وصل نہ سہی حسرت ہی سہی اردو کا کوئی رسالہ رنگا ہو اور عشقیہ کی تعریف سے خالی نہیں اور وہ نظمیں بھی جا رہی ہیں عنوان کے لیے ذرا سر کھپانا پڑا اچانک ڈاکٹری و المنائی کو خیال آ گیا اور شاعری کا تحفہ یعنی نائیہ یہا ایک نظم ہو گئی۔ آپ فرمائینگے کہ نائیہ کیا بلا ہے تو ہم کہیں گے۔ قصدا یہ کیا چیز ہے۔ اے ضرورت اردو تعلیل اور باعث سلیقہ وہ شے ہوتی جاتی ہے ہر لفظ شعری ہونے پر آمادہ ہے دوپٹا سر سے گر چلی اور اعمال دکر فیہ اور عقل کے نیچے حل ہے۔ لفظ نائی ہے مذکر تھا مگر عربی تانیث اسکا نائیہ بنا لیجیے۔

شاعرہ کا جل خوش قسمتی سے ایک ایسے پرفشانی مقام میں جلوہ افروز ہے جہاں بی بی سوئی خانم بہت آزاد ہیں اور عرب (ائی) عقل کی نالی سے نیچے اتار دو

اور ساری آستین کھا باریاں کھاتی ہو پیٹ کی ڈھالی میں منہ ہو کر رہ گئیں ایسی حالت میں حضور کی خاطر تیسری دفعہ کی ضرورت تھی لیکن حضور کا دستور ہے کہ بغیر تحفہ کچھ قبول نہیں ہوتا۔ اس لیے نائیہ زرد لیتے ملاقات ہے ملاحظہ ہو۔ شاعر کہتا ہے وہ رہ نہیں سکتا۔ یہ حضرت ایسی اور اون کا شکل نہیں۔ شیشہ دیکھ کر چھیڑ زلف بشکل پچھیڑ۔ جیسے ہر کہے کر چھیڑ

او حسین نائیہ

اک چپت لگاتے جا۔ اک چپت لگاتے جا

---

بارود کش است ہیں۔ نہ سیاست ہیں کہ کہ آپ سے ستا ہو

اوحسین نائیہ

اک چپت لگاتے جا۔ اک چپت لگاتے جا

---

سرپہ نظر جاتے جا۔ ورنہ کرم فرماتے جا۔ بال تو بناتے جا

اوحسین نائیہ

اک چپت لگاتے جا۔ اک چپت لگاتے جا

---

باز عمل آلات سے۔ عرف تجلیات سے۔ صرف جبسات سے

اوحسین نائیہ

اک چپت لگائے جا۔ اک چپت لگاتے جا

---

بانہیں گلے میں ڈال کر۔ استرا نکال کر۔ خوب دیکھ بھال کر

اوحسین نائیہ

اک چپت لگاتے جا۔ اک چپت لگاتے جا

---

حسن صفات عیش ہے آپ جیسا عجیل ہے۔ نفاست سر اعلیٰ میں ہے

اوحسین نائیہ

اک چپت لگاتے جا۔ اک چپت لگاتے جا

---

چشم خواب ریز ہے۔ سینہ کہ رشک خیز ہے۔ کاکل عطر بیز ہے

اوحسین نائیہ

اک چپت لگاتے جا۔ اک چپت لگاتے جا

---

ملہ کچھ بہتر نہیں جملہ سے پڑھ جائیے۔ ہندو سو ہے کا غلط ہے سوجہ کے نزدیک عرض کوئی چیز نہیں ہو سنہ

جا رہا ہول جل کر مرکز پر سہ کر ایک باتھ تول کر

اوحسین نائیہ

اک چپت لگاتے جا۔ اک چپت لگاتے جا

جل نہ جا ہاں تو۔ آ ابھی ہاں ذرا تو۔ اب ذرا دیکھ بھال تو

اوحسین نائیہ

اک چپت لگاتے جا۔ اک چپت لگاتے جا

تنبیہ الشعرا - قدوائی

## المختصرات

آپ جانیے خدا نخواستہ ہندوستان کسی کام کرنے میں کمال حاصل کرنے سے رہا۔ ہاں کھیل کود میں یورپ کے نقش قدم پر لنگڑی گھسیٹ لیتا ہے یہی بہت ہے۔ سائنس صاحب نے بیان ایک مدرسہ خاص پر جا نیہ سے شطرنج کی بازی کھیلی بازی وہ گھٹنے ٹیکے اور ون کھیلا دو ذرے کی تعریف ہے اتنے میں کھانے کی گھنٹی بج گئی اور سائنس صاحب اسکا اقرار کر کے اٹھ کر مشرق و مغرب میں ایک چیز مشترک ہے یعنی شطرنج۔ ہم کہتے ہیں کہ صاحب آپ نے ایک ہندوستانیوں کا مول پڑھا اگر شطرنج سے کمال - ابھی پڑھا۔ کئی برس۔ گئی ونڈر۔ کہیں سے سکھا دلچسپی۔ مثلا انگ وہ کون کھیل ہے جس میں ہمیں کمال نہیں۔ کہیں آپ یہ تماشہ دیکھ لیتے تو مغرب کو مقتل اوتار صدقے اتارتے۔ جی ہاں اپنے کوئی لیا دیا مغرب کا ایک فیشن ہے جس اہل مشرق کے واسطے ضروری ہے اپنی پرانی یادگاروں اور پرانی رسموں پر لعنت بھیجتے رہیں مذا جانے افسوس لے اہل مغرب نے جو بھی سکھا ہے یا اہل یورپ سے چنانچہ نئی زبان اور مخصوص طریقہ کا وہ چیز حاصل ہو اور مردوں کا ایک صحبت میں خلط ملط ہونا۔ ہم نہ پوچھئے اجتناب یہ سب خاص کر کے اپنا اخلاق بکھر رہے سب ہمیں اپنے قدیم رسم الخاط سے بھی نفرت ہو گئی۔ آئینہ دیکھتے ہیں۔ دیکھیے آئندہ دیکھئے نسب کا اتصال کس خوش قسمتی سے نسل یا ترقی یافتہ ملک سے ہو جاتا ہے۔

جا رہے ہیں سکے پرانے سے سمجھ لو یہ علی ایجاد کی ذات سے کبھی کبھار جیسے حب نکلا سالن پر ہاتھا تھا بول گئی ہوتی ابا۔

# غذائے روحانی

## معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

**اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے**

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے





یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

## اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگ کی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے صور سمجھ لینے کے بعد چونکہ نہایت وضاحت سے [illegible] کتاب مین لکھ دیے گئے ہیں اس طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا وقت ایک اصول [illegible] یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا طریقہ [illegible] آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا طریقہ ادا اسمین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔

حصہ اول کی [illegible] فی جلد۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

---

**لطف حیوۃ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے۔** صفحہ ۲۰ والے درمیانی پشتی پر اشتہار ملاحظہ ہو۔